بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کا گھر
اور
یہ درگاہیں

ایکس کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
ایم بی بی ایس (لکھنؤ)
فاضل علوم دینیہ (وفاق المدارس ملتان)

رابطہ کیلئے پتہ:
محمد حنیف، پوسٹ بکس ۷۰۲۸، مسجد توحید توحید روڈ، کیماڑی، کراچی

فون نمبر : ۲۷۰۵۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

امابعد۔ لوگو! کیا یہ جھکی ہوئی گردنیں یوں ہی جھکی رہیں گی؟ اور یہ ماتھے یوں ہی ٹھکرائے جائینگے۔ ان منہوؤں پر اسی طرح تھوکا جائیگا۔ یہ بستیاں یوں ہی اُجڑیں گی۔ نونہال اسی طرح چھیدے جاتے رہیں گے۔ یہ آبروئیں ہی پامال اور خراب و خستہ رہے گی۔ سر چھپانے کو ایک آسرا نہ ملیگا۔ اور کیا تم دُنیا اور آخرت دونوں کا سکون کھو دو گے؟ ہوشمند و! تم جس مالک پر ایمان لائے ہو اس کا فرمانا تو یہ ہے کہ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: آیت ۱۳۹) **تم ہی غالب رہو گے۔ سرفرازی اور کامرانی تمہارا حق ہے بشرطیکہ تم مومن بن جاؤ۔** اگر اس فرمانِ **فرمانِ الٰہی** کو حق مانتے ہو تو یہ بھی مانو کہ اب تم اس ایمان کے حامل نہیں رہے، جس ایمان سے دُنیا اور آخرت کی سربلندی اور تاجداری کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ثبوت درکار ہو تو ایک طرف مسجدوں میں جھانک کر دیکھو اور دوسری طرف قبروں اور آستانوں پر عقیدت مندوں کے ہجوم کا مشاہدہ کرو۔ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آجائیگی کہ عقیدت مندی کے ساتھ ساتھ دُکان داری نے ایمان کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔ کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ بزرگوں اور اولیاء اللہ کی قبروں کی قیمت وصول کی جا رہی ہے اور من وسلویٰ سمجھ کر کھائی جا رہی ہے۔ وہاں مجاورت اور قلندری ہے۔ سجدے اور طواف ہیں۔ رونا اور دھونا ہے۔ شیرینی اور چادریں ہیں۔ چرس اور بھنگ ہے۔ عریانی اور فحاشی ہے۔ گانا اور بجانا ہے۔ عُرس اور میلے ہیں۔ منتیں اور مُرادیں ہیں۔ تبرک اور چڑھاوے ہیں۔ غرض ہر وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا اور جس میں مبتلا ہونے والوں کو دُنیا میں ذلت اور آخرت میں جہنم کی آگ سے ڈرایا تھا۔

عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔ مشکوٰۃ ص ۶۹ (رواہ مسلم)

ترجمہ: جُندُب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ لوگو! کان کھول کر سُن لو کہ تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں، انھوں نے اپنے انبیاء اور اپنے اولیاء کی قبروں کو عبادت گاہ اور سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ سُنو! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ میں اس فعل سے تم کو منع کرتا ہوں۔ (اس حدیث کو بیان کیا امام مسلم نے)۔

قرآن کریم میں اس فعلِ شنیع سے روکنے کے لئے کس قدر بلیغ اور علمی بیان آیا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۲۰ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ لا اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۲۱ (سورۃ النحل)

ترجمہ: اور اللہ کے علاوہ، وہ دُوسری ہستیاں، جن کو لوگ (حاجت روائی کیلئے) پکارتے ہیں، وہ کسی چیز

کی بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔ مُردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور اُن کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ انھیں کب دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔

یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور پر جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ نہ تو بُت ہو سکتے ہیں اور نہ شیطان اور فرشتے' بلکہ صاف صاف مُراد قبر والوں سے ہے کیوں کہ شیطان' اور فرشتے تو زندہ ہیں۔ اُن پر اَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ (مُردے ہیں نہ کہ زندہ) کا اطلاق ممکن نہیں۔ رہے لکڑی اور پتھر کے بُت تو اُن کیلئے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لامحالہ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (اُن کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ اُنھیں کب دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا) سے مُراد انبیاء' شہداء' صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہو سکتے ہیں۔ جن کو ان کے معتقدین' دستگیر' داتا' گنج بخش' مشکل کشا' فریادرس' غریب نواز اور نہ معلوم کیا کیا قرار دیکر حاجت روائی کیلئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ملک عرب میں اس طرح کے معبود نہیں پائے جاتے تھے تو یہ اُس کی تاریخ سے ناواقفیت کا کھلا ثبوت ہے۔ کیونکہ ہر تاریخ دان جانتا ہے کہ عرب میں متعدد قبائل مثلاً ربیعہ' غسان' کلب' تغلب' قضاعہ' کنانہ' حرث' کعب' کندہ وغیرہ میں کثرت سے عیسائی اور یہودی پائے جاتے ہیں اور یہ دونوں مذاہب انبیاء' اولیاء اور شہداء کی پرستش سے بُری طرح آلودہ تھے اور اسی طرح مشرکین کے بہت سے معبود گذرے ہوئے انسان ہی تو تھے' جنھیں بعد کی نسلوں نے اللہ بنالیا تھا۔ بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ قوم نوحؑ کے وَدّ' سُواع' یغوث' یعوق اور نسر' یہ سب اولیاء اللہ تھے۔ جنھیں بعد کے لوگ اللہ بنا کر پُوجنے لگے۔ بعض اُن کی قبروں سے وابستہ ہوگئے اور بعض نے ان کے مجسمے اور بُت بنا کر پُوجنا شروع کر دیا۔ عرب میں بھی اُن کی خوب پُوجا ہو رہی تھی۔ اِسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ اَساف اور نائلہ دونوں انسان ہی تھے۔ (ماخوذ)

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى (وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا) (سورہ نوح : ۲۳)

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول' اور قوم نوحؑ کے سرداروں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور دیکھو وَدّ' سُواع' یغوث' یعوق اور نسر سے ہرگز الگ نہ ہونا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ۔ اِنَّ هٰؤُلَآءِ كَانُوا قَوْمًا صَالِحِيْنَ فِي قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا مَاتُوا عَكَفُوا عَلٰى قُبُوْرِهِمْ ثُمَّ صَوَّرُوا تَمَاثِيْلَهُمْ فَعَبَدُوْهُمْ۔ ثُمَّ صَارَتْ هٰذِهِ الْاَوْثَانُ فِي قَبَائِلِ الْعَرَبِ (مستفاض من کتب التفاسیر والبخاری) ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ سب وَدّ' سُواع' وغیرہ قوم نوحؑ کے اولیاء اللہ تھے۔ جب وہ مرگئے تو لوگ اُن کی قبروں سے وابستہ ہوگئے اور پھر اُن کی عبادت کرنے لگے۔ پھر یہی بُت عرب کے قبائل میں پھیل گئے۔

یہی بات قرآن کریم میں پروردگار عالم نے ارشاد فرمائی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۹۴ (الاعراف ۱۹۴)

ترجمہ: تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنھیں پکارتے ہو وہ تو محض اللہ کے بندے ہیں جیسے تم بندے ہو۔ اُن سے دُعائیں مانگ دیکھو' یہ تمھاری دُعاؤں کا جواب دیں اگر ان کے بارے میں تمھارے خیالات صحیح ہیں۔

معلوم ہوا کہ نعرۂ رسالت "یا رسول" نعرۂ حیدری "یا علی" اور نعرۂ غوثیہ سارے کے سارے نعرے مسلمان، اور مومن کے بہر حال نہیں ہیں۔ مومن کا تو ایک ہی نعرہ "اللہ اکبر" ہے۔ یہی نعرہ نبیؐ اور سارے صحابہ کرامؓ نے لگایا ہے۔

آج اس اُمت پر نگاہ ڈالئے تو یہی نقشہ نظر کے سامنے ہوگا۔ کہیں کوئی قبر مسجودِ خلائق ہے۔ کہیں کوئی آستانہ ہے، جس کی چوکھٹ پر جبیں سائی کی جا رہی ہے۔ کسی کو دستگیر، کسی کو غوث، کسی کو مشکل کُشا پکارا جا رہا ہے اور وہ گھر جہاں پیشانیوں کو جھکنا چاہئے تھا خالی پڑے ہیں۔ اور اس ذات کے ساتھ جو صحیح معنوں میں دستگیر، مشکل کُشا اور حاجت رَوا ہے یوں شریک ٹھہرائے جا رہے ہیں۔ اب اگر مالکِ کائنات کا غصہ اس اُمت پر نہ بھڑکے اور وہ اس کے عذاب کے کوڑے کی مستحق نہ ٹھہرے تو اور کیا ہو۔ پروردگار عالم کو سب سے زیادہ نفرت اس بات سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا جائے۔ یا اس کو چھوڑ کر کسی اور کو حاجت روا اور مشکل کُشا مان لیا جائے اس بات کو کہیں وہ "ظلم عظیم" کا نام دیتا ہے جیسے سورۂ لقمان میں ہے کہ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ۝ (لقمان ۱۳) "حق یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔" اور کہیں مالک شرک کو گالی سے تعبیر کرتا ہے جیسے کہ بخاری کی روایت میں ہے (ابن آدم شتمنی) (ترجمہ:) ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے۔ حد یہ ہے کہ جو شخص بھی اس نجاست میں لت پت ہو کر بغیر توبہ کے مر جائے اس کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہ کریگا اور وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہیگا چاہے اس نے نمازوں پر نمازیں پڑھی ہوں، روزوں پر روزے رکھے ہوں، اور حجوں پر حج کئے ہوں قرآن کی بے شمار آیتیں اس پر گواہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ (النساء: ۱۱۶)

(ترجمہ:) اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے۔ اس کے سوا سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جس کو وہ معاف کرنا چاہے۔

شرک سے اللہ تعالیٰ اس قدر بیزار ہے کہ سورۂ انعام میں اٹھارہ برگزیدہ انبیاء کے فضائل کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ اگر ان میں سے کہیں کوئی شرک کر بیٹھتا تو اس کے سارے اعمال غارت ہو جاتے۔ وَلَوۡ اَشۡرَكُوۡا لَحَبِطَ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝ (الانعام: ۸۸)

(ترجمہ:) لیکن اگر کہیں ان لوگوں (انبیاء) نے شرک کیا ہوتا تو ان سب کا کیا کرایا غارت ہو جاتا۔

خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کو اور تم سے پہلے گذرے ہوئے سارے انبیاء کو وحی بھیج کر بتلایا گیا ہے کہ لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (آیۃ: ۶۵ الزمر)

ترجمہ: اگر (بفرضِ محال) تم نے شرک کیا تو تمہارا سرمایۂ عمل ضائع ہو جائیگا اور تم دیوالیہ ہو جاؤ گے (الزمر ۶۵)

پچھلی اُمتوں کو شرک کی لعنت میں مبتلا کرنے میں قبروں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں لوگوں کو قبروں پر جانے سے منع کر دیا تھا۔ پھر جب اجازت دی تو اس کے ساتھ یہ پابندی لگا دی کہ کچھ مانگنے کے لئے نہیں بلکہ عبرت حاصل کرنے کے لئے جاؤ۔ آخرت کو یاد کرنے اور دُنیا سے بے رغبتی پیدا کرنے کے لئے جاؤ۔

عَنۡ اِبۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنۡتُ نَهَيۡتُكُمۡ عَنۡ زِيَارَةِ الۡقُبُوۡرِ فَزُوۡرُوۡهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنۡيَا وَتُذَكِّرُ الۡاٰخِرَةَ (ابن ماجہ وفی المسلم تذکر الموت مشکوٰۃ ۱۵۴)

(ترجمہ:) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! میں نے تم کو قبروں پر جانے سے منع کر دیا تھا' لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں کو دیکھ کر دُنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے (ابن ماجہ) اور مسلم میں ہے کہ یہ قبریں موت یاد دلاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ صـــ ۱۵۴)

اور اس کام کے لئے اولیاء اللہ کی قبریں مخصوص نہیں بلکہ مشرک تک کی قبر کی زیارت کی اجازت ہے اور اسی لئے امام نسائی اور ابن ماجہ نے "زیارۃُ قبرِ المشرک" کا باب باندھا ہے اور اُس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا اپنی ماں کے لئے استغفار کی اجازت چاہنے کا واقعہ لائے ہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو اپنی ماں کے لئے مغفرت کی دُعا مانگنے کی اجازت نہیں دی مگر قبر کی زیارت کی اجازت دیدی۔ اور قبر پر پہنچکر نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کی یاد دلاتی ہے۔ (نسائی صـــ ۲۸۶)

صاف ظاہر ہے کہ عبرت کیلئے گورِ غریباں ہی موزوں ہو سکتا ہے نہ کہ سنگِ مرمر کی تراشی ہوئی عمارتیں، جہاں پھولوں کی بارش ہو رہی ہو اور جہاں کی ہوائیں خوشبوؤں سے بوجھل ہوں۔ زبانِ نبوتؐ نے قبروں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

قبروں کو پُختہ نہ بنایا جائے

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ صـــ ۱۴۸)

ترجمہ: جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے قبر کو پُختہ بنانے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ قبر کے اوپر کوئی عمارت بنائی جائے یا قبر پر بیٹھا جائے۔ (مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے قبروں کو بلند کرنے سے بھی منع کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ قبریں زمین کے برابر ہونی چاہئیں

قبریں زمین کے برابر ہوں

عَنْ ثمامۃ بن شفیؒ قال کنا مع فضالۃ بن عبیدؓ بارض رُوم برُودِس فتُوفِّی صاحب لنا فامر فضالۃ بقبرہ فسوّی ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامر بتسویتھا۔ (مُسلم)

ترجمہ: ثمامہ بن شفیؒ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ارضِ روم کے جزیرہ رودِس (RHODES) میں تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا۔ فضالہؓ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم ان کی قبر کو برابر کر دیں، پھر فرمایا کہ میں نے نبیؐ کو ایسا ہی حکم دیتے ہوئے سُنا ہے۔ (مسلم جلد صـــ ۳۵ مصری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو اونچی قبریں اور اُن پر بنی ہوئی عمارتیں اس قدر ناپسند تھیں کہ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے خاص طور پر بھیجا کہ وہ ان کی بلندی کو مٹا دیں۔

اُونچی قبر برابر کر دی جائے

عَنْ اَبِي الْهَيَّاجِ الْاَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ عَلِيٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوالہیّاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالہیّاج کیا میں تم کو اس کام کیلئے نہ بھیجوں جس کام کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھیجا تھا اور وہ کام یہ

ہے کہ جاؤ اور جو تصویر تم کو نظر آئے اُس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی ملے اُسے برابر کر دو۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۸، مسلم)

امام شافعیؒ اپنی کتاب "الام" میں لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے علماء قبروں پر بنی ہوئی عمارت کو گرا دینے کا حکم دیتے تھے۔ (شرح مسلم للنووی جلد: ۷، صفحہ ۳۷۔ طبع مصر)

گنبدِ خضراء کی تاریخ

یہ حدیث سننے کے بعد بعض ذہنوں میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اگر اس حدیث کا یہی منشاء ہے تو خود قبرِ نبوی پر یہ قبہ "گنبدِ خضراء" کیسے وجود میں آیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقریباً سات سو سال تک قبرِ نبویؐ پر کوئی عمارت نہیں تھی، پھر ۶۷۸ھ میں منصور بن قلاوون صالحی (بادشاہِ مصر) نے کمال احمد بن برہان عبد القوی کے مشورہ سے لکڑی کا ایک جنگلہ بنوایا اور اُسے حجرہ کی چھت پر لگا دیا۔ اور اُس کا نام "قبہ رزاق" پڑ گیا۔ اُس وقت کے علماء ہر چند کہ اِس صاحبِ اقتدار کو نہ روک سکے، مگر انہوں نے اس کام کو بہت بُرا سمجھا۔ اور جب یہ مشورہ دینے والا الکمال احمد معزول کیا گیا تو لوگوں نے اُس کی معزولی کو اللہ کی طرف سے اُس کے اس فعل کی پاداش شمار کیا۔ پھر الملک الناصر حسن بن محمد قلاوون نے اور اس کے بعد ۷۶۵ھ میں الملک الاشرف شعبان بن حسین بن محمد نے اس میں تعمیری اضافے کئے، یہاں تک کہ موجودہ تعمیر عمل میں آئی۔ (وفاء الوفاء للسمہودی جلد ۱ صفحہ ۴۳۶-۴۳۵)

مناسب ہے کہ اس سلسلہ میں فقہاء کا بھی مسلک نقل کر دیا جائے۔ مسلکِ احناف کے سب سے معتبر فقیہہ علامہ شامی لکھتے ہیں: وَاَمَّا الْبِنَاءُ عَلَیْہِ فَلَمْ اَرَ مَنِ اخْتَارَ جَوَازَہٗ۔ (شامی صفحہ ۸۳۹ جلد ۱ مطبوعہ استنبول)

ترجمہ: میری نظر میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس نے قبر پر عمارت بنانے کو جائز کہا ہو۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کا فتوے بیان کرتے ہیں: وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَؒ یُکْرَہُ اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ بِنَاءٌ مِنْ بَیْتٍ اَوْ قُبَّۃٍ وَّنَحْوِ ذٰلِکَ لِمَا رَوٰی جَابِرٌؓ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن تجصیص القبور وان یکتب علیھا وان یبنی علیھا۔ یعنی امام ابو حنیفہؒ نے قبر پر کوئی عمارت مثلاً گھر، قبہ وغیرہ بنانے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ حضرت جابرؓ کی روایت میں نبیؐ سے اس کی ممانعت آئی ہے۔ کہ قبر کو پختہ بنایا جائے۔ اُس پر کتبہ لگایا جائے یا اس پر عمارت تعمیر کی جائے۔ (شامی، جلد: ۱، صفحہ ۸۳۹۔ استنبول)

زیارتِ قبور کی اجازت کی غرض

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قبروں پر جانے کی اجازت دی اس وقت یہ بھی بتا دیا کہ قبروں پر کچھ لینے کی غرض سے نہ جاؤ بلکہ کچھ دینے کیلئے جاؤ۔ اور دینا یہ ہے کہ قبر والوں کے حق میں دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب سے سلامتی میں رکھے اور ان کے اور تمہارے اپنے گناہ معاف کر دے۔ نبیؐ نے قبروں کیلئے یہ دُعا تعلیم فرمائی ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی)

ترجمہ: اے قبروں کے باسیو! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرمائے اور تمہیں بھی۔ تم ہم سے پہلے جا چکے ہو اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ (ترمذی)

بالکل یہی معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب ہم اپنے ہر مرنے والے کے ساتھ کرتے ہیں، چاہے وہ ایک عام گنہگار مسلمان ہو اور چاہے کوئی اللہ کا ولی۔ اس کا جنازہ ہمارے سامنے ہوتا ہے اور ہم صف باندھے دُعا کر رہے ہوتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا...... الخ

(ابوداود۔ نسائی۔ ترمذی)

(ترجمہ: اے اللہ معاف فرمائے ہمارے زندوں کو اور ہمارے مُردوں کو ہمارے حاضروں کو اور ہمارے غائبوں کو ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو۔ ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو.... الخ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی وغیرہ۔ مشکوٰۃ ص ۱۴۶)

آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ زمین کے باہر تو ہم اپنے مرنیوالوں کیلئے دُعا کر رہے ہوں، مگر جب وہ زمین کے اندر اتر جائیں تو ہمارے حاجت روا "مشکل کُشا" بن جائیں۔

تاویلات اور معذرتیں

لوگوں کو جب سمجھایا جاتا ہے کہ جس کو تم ولی اللہ سمجھتے ہو اُس کی قبر کے پاس پہنچکر اس قدر خوفزدہ اور بدحواس کیوں ہو جاتے ہو کہ کبھی قبر کے پاس جھکے جارہے ہو۔ کبھی قبر کو ہاتھ لگا کر اُس کی خاک بدن پر ملتے ہو، کبھی اُس کا طواف کرتے ہو، کبھی ہاتھ باندھے اس کے پاس اپنی بپتائیں بیان کر رہے ہوتے ہیں، کبھی صاحبِ قبر کی دُہائی دیتے ہو، کبھی نذر و نیاز اور چڑھاوے پر اُتر آتے ہو، کبھی منتیں مانتے ہو کہ اولاد ہو جائے تو یہ نذر کروں گا۔ بیماری چلی جائے تو یہ خدمت بجالاؤں گا، واپس ہونے لگتے ہو تو اُلٹے پیروں چلتے ہو کہ قبر کی طرف پیٹھ نہ ہونے پائے قبر کے قریب یا دُور جہاں سے بھی گذرو قبر کا رُخ کر کے سلام کرتے ہو اور اس میں برکت جانتے ہو، اور ایسا نہ کرنے پر سخت مشکل میں پڑجانے کا دھڑکا تمھیں لگا رہتا ہے، اولاد ہو تو نہلا دھلا کر لاتے ہو اور فرش پر ڈال دیتے ہو دُولھا کو نکاح کے واسطے لئے جارہے ہوتے ہو تو پہلے قبر پر حاضری دیتے ہو۔ آخر یہ سب کیوں کرتے ہو؟ کیا یہ غیر اللہ کی پرستش اور پُوجا نہیں ہے؟ اور کیا کسی ایک ولی اللہ نے بھی اس بات کا حکم دیا ہے؟ ولی اللہ تو نمازیں پڑھنے والے، روزے رکھنے والے، اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ ہی کو پکارنے والے ہوتے ہیں، وہ یہ بات کیسے پسند کر سکتے تھے کہ تم یہ کام کرنے کے بجائے اُن کو پکارو، اُن سے مانگو، ان کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ شان بیان کی ہے:

اَولیاء اللہ کون ہیں؟

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۝ یونس (ترجمہ): سُنو! جو اللہ کے اولیاء ہیں اُن کے لئے کسی خوف و رنج کا موقع نہیں، اولیاء وہ لوگ ہیں جنھوں نے ایمان اختیار کیا اور جو اللہ سے ڈرنے والے تھے۔

62/63

اس آیت سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ اولیاء اللہ مُردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔

اولیاء اللہ کے دُشمن کون ہیں؟

اولیاء اللہ کے دُشمن وہ نہیں جو اُن کی صحیح پیروی کرتے ہیں، اُن کے نقشِ قدم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے چلتے ہیں اُن کو ان کا اصلی مقام دیتے ہیں بلکہ اُن کے دُشمن وہ ہیں جو اُن کی قبروں کو پختہ کرتے ہیں، اُن پر قبے بنا کر عرس، میلے بھجن اور قوالیاں شروع کر دیتے ہیں۔ مشکل میں اُن کو پکارتے ہیں اور اُن کی نذر و نیاز کر کے ان کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھیرا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کھول کھول کر اولیاء اللہ کے اِن دُشمنوں کا پتہ بتلایا ہے۔

وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَ ہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوۡا لَہُمۡ اَعۡدَآءً وَّ کَانُوۡا بِعِبَادَتِہِمۡ کٰفِرِیۡنَ ۝ (الاحقاف آیۃ ۵-۶)

یعنی اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو آواز دے حالانکہ وہ قیامت تک اُس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ تو اُن کی پکار ہی سے غافل ہیں۔ ہاں، قیامت کے دن جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے (اور اِن اولیاء اللہ کو اپنے پجاریوں کی حرکات سے باخبر کیا جائیگا) تو یہ (اولیاء اللہ)

اُن کے (اپنے پجاریوں کے) دُشمن بن جائیں گے اور اُن کی پوجا پاٹ کا شدت کے ساتھ انکار کردیں گے (سورۃ الاحقاف ۵،۶)
معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے اصلی دشمن دراصل وہ لوگ ہیں جو ان کو **الوہیت** میں شریک ٹھیرا کر اُن کے گھروں (قبروں) کو اللہ کے گھر (خانۂ کعبہ) کی طرح مقدس بنالیتے ہیں اور اُن کے ساتھ بالکل وہی معاملہ کرتے ہیں جو صرف اللہ کے گھر کے ساتھ کیا جانا چاہیئے۔ ہر سال حج کے دن کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے۔ احرام کی جگہ ننگے سر یا ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے۔ لبیک اللّٰھم لبیک ..... کے مقابلہ میں با ہو۔ حق با ہو۔ بیشک با ہو کا نعرہ لگتا ہے۔ غلاف کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے۔ حجر اسود کے بوسہ کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائینتی کے پتھر کو چوما جاتا ہے۔ طواف کعبہ کے بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں۔ سجدے اور رکوع ہوتے ہیں۔ دُعائیں اور مناجاتیں کی جاتی ہیں۔ مُلتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازہ سے چمٹا جاتا ہے۔ بابا کی بیٹھک سے ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعیٔ صفا و مروۃ کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ زمزم کی جگہ قبر کے دھوون کے مبارک پانی کو جمع کر کے تبرک بنایا جاتا ہے۔ ھدی کے بجائے حضرت کی نذر کا بکرا اور اُونٹ ساتھ آتا ہے۔ غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ اِن "نقلی کعبوں" کی دُھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اللہ کو ایک اور اکیلا مالک ماننے والی اس توحیدی اُمت میں جس کی بندگی کی ہر خواہش کی تکمیل کے لئے اُس نے اپنا گھر مہیا فرما دیا تھا آخر یہ سب کیوں اور کیسے ہوگیا تو جواب صاف ہے کہ ایک مدت گزر جانے کے بعد فنِ دینداری کے ماہروں نے اپنا پیشہ چمکانے کے لئے ہندوؤں کی طرح دیوتاؤں اور دیویوں کی فوج تیار کر کے اُن کے گرد ایک عظیم الشان دیو مالا کا تانا بانا بُن دیا۔ پھر اسلامی کاشی اور متھرا وجود میں آئے اور مسلمان گنیشوں اور مُرلیوں نے جنم لیا۔ کھڑے پتھروں کی جگہ پڑے پتھروں نے قبروں کی شکل میں اپنے استھان بنائے اور درشن کا نام بدل کر "زیارت" رکھا گیا۔ پرنام کی جگہ سلام نے لے لی۔ ڈنڈوت نے سجدۂ تعظیمی کا جامہ پہنا۔ پھیروں کے بجائے طواف ہونے لگے۔ پرشاد تبرک بن گیا بھجن نے قوالی کا رُوپ دھار لیا۔ اور یہ "موجودہ" "دین" وجود میں آیا۔ پھر ہزاروں قیدی بنے۔ لاکھوں کی عصمتیں برباد ہوئیں۔ لاتعداد لاشے تڑپے۔ نونہالوں کا خون چُوس چُوس کر یہ دھرتی سیراب ہوئی۔ مگر اس نئے دین کی بہاروں کا ایک پھُول نہ کھلایا۔

آیئے۔ آگے بڑھیے اور اُمت کو موجودہ روش کی بدانجامی سے باخبر کیجئے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمانِ خالص سے سرفراز فرما کر رنگِ جہاں بدل ڈالے۔

شائع کردہ: **محمد حنیف**، مسجد توحید، توحید روڈ۔ کیماڑی۔ کراچی

ہم اپنی کتابوں پر کوئی قیمت وصول نہیں کرتے خط لکھ کر ہم سے ہماری دوسری کتابیں بھی مفت طلب فرمائیے۔